اردو صحافت کے ارتقاء میں عیسائی مشنریوں کا کردار

ڈاکٹر عفیرہ حامد☆

بر صغیر میں انگریز قوم کی آمد کا اصل مقصد ہوس ملک گیری تھا۔ انہوں نے تجارت کی غرض سے ہندوستان میں داخل ہونا شروع کیا اور آہستہ آہستہ عارضی قیام کو مستقل بنا کر ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ 1757ء میں پلاسی کی جنگ ختم ہوتے ہی ایسٹ انڈیا کمپنی بحیثیت حکمران بر صغیر میں اپنے قدم مضبوط کر چکی تھی۔ اقتدار کو مزید تقویت دینے کے لئے یہ ضروری تھا کہ عوام کے ذہنوں کو فتح کیا جائے۔ اور ہندوستان کی تہذیب و ثقافت اقدار و روایات اور مختلف مذاہب سے واقفیت حاصل کی جائے۔ کمپنی کو مستحکم بننے کے لئے یہاں کی مقامی زبان کا علم حاصل کرنا ضروری تھا اس لئے انہوں نے مقامی زبانوں پر توجہ دینا شروع کی۔

"اٹھارویں صدی میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا عام رجحان یہی تھا کہ کمپنی کے علم دوست عہدیدار (فارسی) ہندوستانی (اردو) بنگلہ اور سنسکرت کو سیکھنا ضروری سمجھتے تھے" (۱)

اٹھارویں صدی کے اواخر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ارباب اقتدار نے اس ضرورت کو محسوس کر لیا تھا کہ کمپنی کے نئے ملازمین کو فارسی اور اردو کی تعلیم دی جائے۔ گورنر جنرل لارڈ ویلزلی نے سیاسی نشیب و فراز اور وقت کے تقاضوں کو بھانپ لیا اور مقامی تعلیم کی ضرورت کو جب محسوس کیا تو جان گلکرسٹ کی سربراہی میں جنوری 1799ء میں ایک مدرسہ (Oriental Seminary) (۲) قائم کیا۔ یہ مدرسہ 1800ء میں فورٹ ولیم کالج کے نام سے اردو ادب و صحافت کی تاریخ میں زندہ

☆اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ ابلاغیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

رہا۔ اس کالج کا مقصد بھی یہی تھا کہ نووارد انگریز مقامی زبانوں کی تعلیم حاصل کریں تاکہ بر صغیر کی تہذیب و معاشرت سے آگاہ ہو جائیں کیونکہ کسی بھی نئی سر زمین پر تسلط قائم کرنے کے لئے وہاں کی تہذیب سے واقفیت حاصل کرنا اشد ضروری تھا اور تہذیب کا سب سے اہم رکن زبان ہے جو کسی بھی قوم کی ادب و تاریخ کی عکاسی کرتی ہے۔ فورٹ ولیم کالج نے یہ اہم فریضہ ادا کیا جس سے اردو زبان و ادب اور صحافت کو ایک نیا راستہ مل گیا۔

فورٹ ولیم کالج کا مقصد انگریزوں کو ہندوستانی زبان سے آشنا کرانا تھا اس لئے انہوں نے کلاسیکی ادب کو پہلا ذریعہ بنایا اور اس میں بہت سا مواد اردو زبان میں منتقل کر دیا۔ نئی زبان میں تراجم بہت سادہ اور با محاورہ زبان میں کئے گئے تاکہ نووارد انگریزوں کی تدریس کا مسئلہ جلد حل ہو جائے اور وہ مشرقی زبانوں کے ادب سے واقفیت حاصل کر لیں گلکرسٹ نے ہندوستان کے مستقبل کو بھانپتے ہوئے سب سے پہلے ہندوستانی زبان سیکھی اور یہاں کی معاشرت کو نئے سانچوں میں ڈھالنے میں کامیاب ہوا۔ دراصل کمپنی نے تجارتی مقاصد کی آڑ میں سیاسی مقاصد حاصل کئے اور سامراجی عزائم کو پورا کرنے کے لئے ہندوستانی (اردو) زبان سیکھی۔ کیونکہ نئی زمین نئے وطن میں اپنا تسلط مستحکم کرنے کے لئے اولین چیز وہاں کی زبان تھی۔ محمد عتیق صدیقی لکھتے ہیں کہ جان گلکرسٹ نے ساحل بمبئی پر قدم رکھتے ہی یہ سوچ لیا تھا کہ :۔

"ہندوستان آتے ہی اس کے ذہن رسا نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ ہندوستان کا بوڑھا جاگیر دارانہ نظام اس کے وطن کے نو خیز تجارتی سامراج کے مقابلے میں ٹک نہ سکے گا۔ لیکن ہندوستان میں انگریزی سامراج کے قیام و بقاء کے لئے ضروری ہے کہ اس کے بدیشی اہلکار ہندوستانی زبان کو جس کے ہندوستان گیر ہونے کا اسے یقین تھا زیادہ سے زیادہ سیکھیں۔ چنانچہ اسے اپنے اس خیال پر پورا بھروسہ تھا کہ حکمران طبقے کے تجارتی و انتظامی مصالح ان کو ہندوستانی زبان کے سیکھنے پر جلد از جلد غور کریں گے جس کے موثر ذرائع اس وقت تک ناپید تھے" (۳)

یورپی باشندوں نے جان گلکرسٹ کے اندازوں سے اتفاق کیا اور ہندوستان میں آتے ہی یہ محسوس کر لیا تھا کہ ہندوستانی (اردو) زبان عوام الناس کی بولی ہے اور پورے بر صغیر میں سب سے مقبول

ترین زبان ہے کیونکہ اردو کو رابطے کی زبان سمجھا جاتا تھا اور یہ رابطہ اور تعلق اردو زبان کے بغیر ناممکن تھا۔ کمپنی کا سب سے بڑا مقصد عوام سے رابطہ قائم کرنا تھا کیونکہ عیسائی مشنریوں سیاسی اور تجارتی مسائل کو کامیاب بنانے کے لئے اس سے آگاہی ناگزیر تھی۔ اس بات کی تائید مولوی عبدالحق ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

> "اردو زبان وادب کے بارے میں مستشرقین کی دلچسپیاں کئی سماجی مذہبی اور سیاسی محرکات کی مرہون منت تھیں۔ اسے محض ادب دوستی اور علم پروری کا نتیجہ سمجھنا درست نہیں ہے"(۴)

1813ء میں عیسائی پادریوں کی ہندوستان میں آمدورفت شروع ہوئی جس سے مشرقیت پر یورپی خیالات اور تہذیب و تمدن کا اثر پڑنا شروع ہوا زبان اور تہذیب سے واقفیت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ یورپی باشندوں نے عیسائی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے عیسائی پادریوں کو ایک خاص مشن کے لئے ہندوستان کے کونے کونے میں بھیج دیا گیا۔ انہوں نے مذہبی تبلیغ کے ساتھ دنیاوی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دیا۔ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے باقاعدہ ادارے اور سوسائٹیاں قائم کی گئیں اور سب سے پہلے تعلیمی اداروں کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا گیا۔ مسٹر وائٹ ہینڈ کے الفاظ میں اس بات کی مزید تائید کی جاسکتی ہے۔

> "قومی تعلیم (یعنی انگریزی) جاری کر کے ہندوستان کی انفرادیت اور آزاد خیالی کو نابرد کرنے کی کوشش کی گئی"(۵)

"عیسائی مشنریوں کے ذریعے انگریز عیسائی مذہب کو پھیلانے کے لئے اپنی سرکاری طاقت کا ناجائز فائدہ اٹھاتا تھا اور ہندستانیوں کے مذہب اور دھرم کو بدلنے کی کوشش کرتا تھا۔ اس کے لئے عجیب وغریب ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے تھے۔"(۶)

عیسائی مشنریوں نے متوسط طبقے سے راہ و رسم استوار کئے اور ان کی مفادات کو اپنی پالیسی پر فوقیت دی تاکہ یہ طبقہ ذہنی طور پر کمپنی کے قریب ہو جائے اور اس قربت سے انگریزوں سے واقفیت حاصل کر لیں اور مقامی طبقہ انگریزی علوم سے روشناس ہو سکیں اس طرح باہمی ربط کی ایک فضا قائم

ہو گئی اور انگریز اس مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ ڈاکٹر رضیہ نور محمد لکھتی ہیں۔

"انیسویں صدی عیسویں کے ربع اول میں اردو زبان و ادب کی ترقی کیا ہوئی ایک بند تھا جو ٹوٹ گیا اور تصانیف و تالیف کا سیلاب آ گیا۔ اس سیلاب عظیم کے تین پہلو یہ تھے"۔

الف۔ فورٹ ولیم اور ہیلی بری میں اردو زبان و ادب

ب۔ یورپ کے اداروں میں مشرقی زبانوں کی تدریس

ج۔ عیسائی مشنریوں کی اردو زبان میں تبلیغ (۷)

عیسائی مشنریوں نے اردو زبان کے سہارے تبلیغ کو بر صغیر کے طول و عرض میں پھیلا دیا اس سے اردو دان طبقے میں نئی سوچ اور شعور نے جنم لیا اور انہوں نے مغربی علوم کو بھی قبول کیا۔ اس سے اس طبقے نے یک نئی اصطلاح "لبرل کلچر" کو جنم دیا اور اپنے خیالات میں نئے تصورات کو جگہ دی۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد ہندوستان کی قومی زندگی میں شعور جھلکنے لگا۔ سماجی و سیاسی تصورات نے ذہنی شعور کو ابھارا اور اس طرح ایک ترقی پسند طبقہ گھٹے ہوئے ماحول میں ابھرتا ہوا نظر آیا۔ ان میں رام موہن رائے اور ٹیگور خاندان کے افراد کا نام سر فہرست ہے جنہوں نے "ہندوستانی اخبار نویسی" کا سنگ بنیاد رکھا اور بر صغیر کو ایک نئی سمت کی طرف لے گیا۔ جس سے صحافت کا ایک نیا باب کھل گیا۔

1857ء سے قبل عیسائی مشنریوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا اور ان کا مقصد مقامی لوگوں میں عیسائیت اور مغربی ادب کی ترویج تھا اس لئے انہوں نے صحافت کا سہارا لیا کیونکہ صحافت ہی اس مقصد میں مفید ثابت ہو سکتی تھی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی جلد از جلد مغربی علوم کی اشاعت بڑھانا چاہتی تھی اور اس نے اس مقصد کے لئے اردو صحافت کو ذریعہ بنایا اور بعض اخبارات کی مالی سر پرستی کا سلسلہ بھی شروع کر دیا جس سے صحافت کو پنپنے کا موقع مل گیا۔ اس کے ذریعہ سے اجنبی راج نے اپنا تسلط مضبوط تر کر لیا انہوں نے پہلے اردو زبان کو سہارا بنایا اور پھر مزید سامراجی مقاصد کی تکمیل کے لئے اردو صحافت کو ذریعہ بنایا۔ اردو اخبارات اور رسائل کے اجراء سے برطانوی باشندوں نے تہذیب و ثقافت پر گہرے اثرات مرتسم کئے اس سے اردو صحافت ایک نئی جہت میں داخل ہو گئی جس سے اردو دان طبقے کی معاشرتی زندگی بھی متاثر ہوئی۔ وہ اخبارات و رسائل جن کے ایڈیٹر پادری تھے ان کا رابطہ ایسٹ انڈیا کمپنی سے تھا

اور انہی کے مقاصد کو لے کر یہ آگے بڑھے اور اردو صحافت کے اولین فروغ میں ممدو معاون ثابت ہوئے۔ اس طرح اردو ادب و صحافت نے تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کیں۔ ان اخبارات ورسائل نے جو کردار ادا کیا وہ اردو صحافت کی تاریخ کا اہم حصہ ہے۔

جام جہاں نما

اردو صحافت کی ابتدا تاریخی شواہد کے مطابق 1822ء میں "جام جہاں نما" سے ہوئی۔ جسے اردو زبان کا پہلا اخبار کہا جاتا ہے۔ اسے انگریزی حکومت کی سرپرستی حاصل تھی "جام جہاں نما" پہلے فارسی میں جاری ہوا لیکن ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کچھ عرصے بعد اس کی زبان اردو کر دی۔ اردو اخبار کے اجراء کا مقصد ان یورپی باشندوں کو مواد مہیا کرنا تھا جو اردو کے شائقین تھے تاکہ وہ مقامی زبان سے روشناس ہو سکیں۔ اس لئے "جام جہاں نما" کی زبان اور اسلوب بیان بہت سادہ تھا تاکہ یورپی باشندے آسانی سے اس زبان کو سیکھ سکیں۔ اس کے مضامین اور خبروں سے اس دور کی معاشرتی زندگی کی بہترین عکاسی ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے اس عہد کی تاریخ قلمبند کی جا سکتی ہے۔
گربچن چندن کی رائے میں :

"یہ درست ہے کہ اصحاب "جام جہاں نما" اسے یورپی لوگوں تک پہنچانے کے آرزومند تھے لیکن یہ آرزو اخبار کے مرتبے اس کی اشاعت آمدنی اور قارئین کے دائرے کو بڑھانے کے لئے تھی۔ اخبار سے ایک یورپی تجارتی کوٹھی کا بھی تعلق تھا جو اپنی شہرت اور تجارتی اغراض کے لئے اسے یورپی اصحاب اور ان کے دفتروں کے ہندوستانی ملازمین سے متعارف کرنا چاہتی ہوگی مزید اس کے ایڈیٹر منشی سدا سکھ لال کا شغل انگریزوں کو اردو پڑھانا تھا۔ اس تعلق کا بھی "جام جہاں نما" پر اثر پڑا۔ یہ اخبار بڑی حد تک انگریز نو آموزوں کے لئے ایسا مواد بہم پہنچاتا تھا۔ جس سے انہیں اردو پڑھنے کی مشق ہو جاتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس کی پیشانی پر انگریزی زبان میں ایک نوٹ ہوتا تھا جس کے مخاطب انگریز تھے" (۸)
ایک اور جگہ گربچن چندن لکھتے ہیں :

"یورپی اصحاب جو اس اخبار کو پڑھنے کے لئے یا اپنے دفتر کے ہندوستانی ملازمین میں علم کے فروغ دلانا خواہش کے لئے خریدنا چاہیں وہ تاراچند دت محلہ کولوٹولہ سے اسے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کا

ماہانہ چندہ تین روپے ہے جس میں اردو کا ضمیمہ بھی شامل ہے۔"

اخبار کو اردو میں شائع کرنے کا اصل مقصد یورپی باشندوں کو اردو زبان کی طرف مائل کرنا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی ہندوستانیوں میں اردو کے فروغ کی اس لئے خواہاں تھی تاکہ ہندو اور مسلمانوں کو اردو ہندی زبانوں میں الجھا کر اپنے سیاسی مقاصد اور مفادات حاصل کر سکے۔ اس لئے ایسٹ انڈیا کمپنی نے سب سے پہلے فارسی کو ختم کرنا شروع کیا کیونکہ یہ مغل حکومت کے حکمرانوں کی ایک نشانی تھی۔ اس لئے مغلیہ دور کی تہذیب کو ختم کرنے کے لئے فارسی کی جگہ اردو زبان کو استحکام حاصل ہوا اور یہ اس کی فکری اور لسانی ترقی کے لئے ایک مثبت قدم ثابت ہوا۔ اگرچہ "جام جہاں نما" کا اردو زبان کا دور بہت مختصر تھا لیکن اس سے صحافت کو ایک نئی راہ مل گئی اور اس کے بعد برصغیر میں اردو اخبارات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہو گیا۔

صدرالاخبار

یکم جنوری 1846ء میں آگرہ سے جاری ہوا۔ پہلے یہ ماہنامے کی شکل میں نکلا جلد ہی ہفت روزہ ہو گیا۔ اس کے مدیر سی۔ سی۔ فنک تھے۔ اس اخبار کو کمپنی کی حکومت کی سرپرستی حاصل تھی۔ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین زیادہ تعداد میں شائع ہوتے تھے۔

"صدرالاخبار" 1848ء میں بند ہو گیا۔ اس کی کچھ وجوہات تھیں اس اخبار کے ایڈیٹر نے آگرہ کے گردونواح میں ذبیحہ گاو کے بارے میں کچھ مواد شائع کیا۔ جس سے ہندو اور مسلمان مشتعل ہو گئے۔ کیونکہ اس میں مذہبی جذبات کا خیال نہیں رکھا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا نام بدل کر "الحقائق" رکھ دیا۔ اور مدیر مسٹر فےلن (Fallen) مقرر ہوئے۔

"صدرالاخبار" نے خبروں کے ساتھ علمی و ادبی مواد کی اشاعت پر زور دیا اس میں تحقیقی مضامین بھی شائع ہوتے تھے۔ دراصل انگریزی حکومت کی پالیسی یہ تھی کہ اردو زبان کے فروغ کے ساتھ اردو ادب میں مغربی علوم کی اشاعت ہو۔ تاکہ مغربی ادب کے اثرات اردو دان طبقے میں پھیلیں۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اردو زبان دنیا کی متمدن زبانوں میں شمار ہونے لگی۔ "صدرالاخبار" نے ادبی مواد کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔"

خیر خواہ خلق

آگرہ سے پندرہ روزہ اخبار 1862ء میں جاری ہوا۔ آٹھ صفحات پر شائع ہونے والا اخبار پہلے ایک ورق پر شائع ہوتا تھا یہ سکندرہ کے مطبع میں شائع ہوتا تھا۔ عیسائی مشنری اس اخبار کے ذریعے عیسائی مذہب کی اشاعت تھے۔ اس کے مالک پادری سی۔ سی۔ جے۔ ڈاب ٹی تھے۔ اس اخبار کی اشاعت کا مقصد ان الفاظ سے نمایاں ہوتا ہے جو اس اخبار کے سر ورق پر شائع ہوتے تھے۔

"خدا کا خوف دانائی کی ابتدا ہے۔ مذہبی آدمی کے نزدیک علم اور احتیاط ہم معنی ہیں۔"(۱۱)

اس اخبار میں مذہبی اور سیاسی مواد کے ساتھ علمی و ادبی مضامین بھی شائع ہوتے تھے جس نے ادب و صحافت کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔

آئینہ علم

آگرہ سے 1867ء میں یہ اخبار جاری ہوا۔ اس کی ادارت میں عیسائی اور ہندؤوں کے ہاتھ میں تھی۔

مواعظ عبقی

"مواعظ عبقی" اخبار دہلی سے 1867ء میں نکلا یہ عیسائی مشنریوں کے لئے کام کرتا تھا۔

کوکب ہند

یہ اخبار 1868ء میں محلّہ حضرت گنج سے پندرہ روزہ کے بعد شائع ہوتا تھا۔ اس کے مہتمم پادری ٹی۔ کریون تھے۔ یہ مطبع امریکن مشن میں چھپتا تھا۔ 1902ء میں ہفتہ وار ہو گیا۔ اس کے مضامین عیسائی مذہب کی تبلیغ کے لئے شائع کئے جاتے تھے اس اخبار کا مقصد عیسائیت کا فروغ تھا۔

شمس الاخبار

امریکن مشن پریس کی طرف سے 1869ء میں شائع ہوا۔ یہ وہ دور تھا جب کلیسائی عہدے داروں کی تعداد بڑھ رہی تھی اور کلکتے کے "کرسچن مشن" نے دیسی عیسائیوں کی تعلیم و تربیت کا

انتظام کیا۔ اور اس مشن میں اردو زبان کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس مشن کے عیسائی مبلغین نے مذہب کے ساتھ ساتھ مقامی زبان سیکھنے پر بھی لوگوں کی توجہ کرائی۔ یہ اخبار پادری رجب علی کی سرپرستی میں عیسائیت کی تبلیغ کرتا تھا۔

کوکب عیسوی

1869ء میں میرٹھ سے یہ اخبار جاری ہوا جو عیسائی مشنریوں نے نکالا۔

وکیل ہندوستان

امرتسر سے 1874ء میں ہفت روزہ اخبار جاری ہوا۔ اس کے مالک وایڈیٹر پادری رجب علی ایچ۔ ایم۔ ای۔ سی تھے۔ عیسائیوں نے اسے مشنری مقاصد کے لئے نکالا تھا تاکہ اردو دان طبقے میں ادب کے ساتھ ساتھ مشنری مقاصد کو بھی فروغ دیا جائے۔

سفیر ہند

امرتسر سے 1878ء میں ہفت روزہ جاری ہوا۔ اس کے مالک پادری رجب علی تھے۔ انہیں اردو، انگریزی اور فارسی زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ انہوں نے عیسائی مشنریوں کے لئے کام کیا اور اردو میں اخبار اور کئی رسالے نکالے۔ "وکیل ہندوستان اور شمس الاخبار" میں ان کی خدمات سر فہرست ہیں۔ انہوں نے اردو زبان کی اہمیت کو جانچتے ہوئے اس میں اعلیٰ اور معیاری ادب کے نمونے پیش کیے۔ انہوں نے اپنے مشن کو بھی جاری رکھا۔ اس سے اردو صحافت کو جلا ملی اور صحافت نے نئی سمت کی طرف قدم بڑھایا۔

رفیق نسواں

پندرہ رزہ اخبار لکھنو سے 1884ء میں جاری ہوا۔ اردو ہندی بنگالی اور مدراسی زبانون میں نکلتا تھا۔ عیسائی مشنریوں نے عورتوں کے لئے جاری کیا تھا۔ اس کا مالک پادری کریون تھا۔ یہ اخبار عیسائیوں کو مفت تقسیم کیا جاتا تھا۔ عیسائی مشنریوں نے اپنے مشن کی تکمیل کے لئے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور خواتین کی صحافت کا آغاز کیا تاکہ گھریلو سطح پر بھی عیسائیت کی تبلیغ ہو سکے۔ اس طرح اردو

صحافت ایک نئے راستے پر چل نکلی اور اصطلاح میں "خواتین کی صحافت یا صحافت نسواں" کہلانے لگی۔ اس طرح نسوانی اخبارات کا آغاز ہوا۔ اردو صحافت کے ارتقاء میں اس اخبار کا بہت اہم کردار ہے جس نے بر صغیر میں پہلی مرتبہ خواتین کو مخاطب کیا اور انہیں ایک نئی سوچ اور فکر دی جس سے خواتین کے اخبارات اور رسائل بھی نکلنے شروع ہو گئے اور یہ کام بھی عیسائی مشنریوں نے سرانجام دیا۔

امداد صابری لکھتے ہیں:

"۔۔۔ رفیق نسواں صرف عیسائی عورتوں کے لئے تھا جس میں صرف عیسائی مذہب کا پروپیگنڈہ ہوتا تھا۔۔۔۔ یہ پہلا اخبار ہندوستان میں عورتوں کو فائدہ پہنچانے والا ہے۔"

تحفہ سرحد

1900ء چرچ مشنری سوسائٹی کے (T.L.Pennel) ٹی۔ایل۔ پینل نے بنوں سے ایک اردو اخبار جاری کیا جس کا نام "تحفہ سرحد" تھا۔

امداد صابری نے اپنی کتاب تاریخ صحافت اردو میں اس کی تاریخ اجراء 1897ء بتائی ہے۔

اجمل ملک کے مطابق یہ اخبار مشنری سوسائٹی کا ترجمان تھا۔ اس لئے سوسائٹی کی سرگرمیوں کو بھرپور انداز میں پیش کیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر پینل علم طب کے ماہر تھے وہ ایک سماجی کارکن تھے اور عیسائی مشنری کے لئے کام کرتے تھے۔

1907ء میں جب انہوں نے وفات پائی تو یہ اخبار بند ہو گیا۔ اس اخبار کی اشاعت 310 تھی اس ہفت روزے کا مقصد عیسائیت کی تبلیغ تھا۔ یہ چرچ مشن پریس میں شائع ہوتا تھا۔ ڈاکٹر پینل کی طبی اور صحافتی خدمات صوبہ سرحد کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہیں گی۔

مندرجہ بالا اخبارات نے اردو زبان کو دنیا کی متمدن زبان بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس سے بر صغیر کے طول و عرض میں اخبارات جاری ہونے لگے اور مغربی علوم کے اثرات پھیلنے لگے۔ اس لئے یہ کہنا بجا ہے کہ اردو کو علمی لحاظ سے باثروت زبان بنانے میں ان عیسائی پادریوں کا بھی ہاتھ ہے جنہوں نے صحافت کے کارواں کو اپنے مشن کے ساتھ پروان چڑھایا اور ایک نئی منزل کی طرف لے گئے۔ پادری جے۔ لانگ نے 1855ء میں ہندوستانی صحافت کے بارے میں یہ رائے دی۔

"ہندوستانی اخباروں کی ظاہری شکل حقیر سی ہوتی ہے لیکن قومی گیتوں کی طرح وہ ہر اس موقع پر کامیاب ہوتے ہیں جہاں قانون ناکام رہتا ہے اور طوفان میں بہتے ہوئے تنکے کی طرح وہ بہاؤ کے کرخ کی نشان دہی کرتے ہیں اور مطبوعات کے مقابلے میں دیسی اخباروں کی اشاعت کم ہوتی ہے لیکن ان کا اثر بہت وسیع ہے۔"

عیسائیت کی تبلیغ اور مقامی لوگوں کے ذہن کو انگریزیت میں ڈھالنے کی جو کوشش انگریز سامراج نے کی اس میں سر فہرست اخبار نویسی کا کردار ہے جس نے سوچ و فکر کے دھاروں کو جدیدیت میں ڈھال دیا اور ہندوستان میں اردو دان طبقہ ایک نئے تخیل کو لے کر ابھرا۔ اس نئی سوچ اور تخیل میں اخبارات کے علاوہ رسائل نے اہم کردار ادا کیا اور مغربی اور مشرقی ادب ہم رکاب ہو کر ارتقاء کی طرف بڑھے آئندہ صفحات میں رسائل کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

خیر خواہ ہند

مرزاپور سے 1837ء میں ماہنامہ شائع ہونا شروع ہوا اسکے مالک پادری ایف۔جی۔ برایت ایڈیٹر پادری ماتھر اور مہتمم ڈاکٹر میدر صاحب تھے۔

"خیر خواہ ہند" ایک خاص مقصد کے لئے نکالا گیا تھا۔ عیسائی مذہب کو مقامی باشندوں میں پھیلانے کے لئے اس نے کام شروع کیا۔ سب سے پہلے اس میں عیسائیوں کے مضامین شائع ہوتے تھے لیکن کچھ عرصے بعد اس کے مواد کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ فارسی اور ہندی زبانوں میں معلوماتی مضامین شائع ہونے لگے۔ یہ رسالہ سترہ سال جاری رہا اور 1857ء کی جنگ آزادی میں بند ہو گیا۔ یہ اردو کا پہلا رسالہ تھا اور اسی سے مجلاتی صحافت کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

اسی نام سے ایک رسالہ "خیر خواہ ہند" بنارس سے 1837ء میں جاری ہوا۔ اس کے مالک پادری شرمن اور مہتمم پادری تھامس تھے۔ یہ کلکتہ پریس سے شائع ہوتا تھا۔

قران السعدین

1845ء میں دلی کالج کے پرنسپل اشپر انگر نے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا۔ گارساں دتاسی کے الفاظ میں۔

"ایک باتصویر اخبار ہے جس میں سائنس ادب اور سیاست سے بحث ہوتی ہے۔ اسکا مقصد اپنے ہم وطنوں میں مغربی خیالات کی اشاعت ہے۔ ہفتے میں ایک بار شائع ہوتا ہے۔"

1845ء میں نے دلی میں پینی میگزین کی طرز پر ایک باتصویر موقت رسالے کی بنیاد ڈالی۔ اس کا نام "قران السعدین" تھا۔ گویا مشرق اور مغرب مشتری اور زہرہ تھے۔ جن کا قران اس رسالے سے ہوا تھا یہ اپنی قسم کی پہلی کوشش تھی۔ گیارہ برس بعد میں جب ہندوستان سے رخصت ہوا تو دیکھ کر مجھے خوشی ہو رہی تھی کہ اس کی تقلید میں بارہ سے زیادہ رسالے نکل رہے تھے۔

فوائد الناظرین

کے نام سے 1845ء میں پندرہ روزہ علمی اور تاریخی رسالہ جاری ہوا۔ ماسٹر رام چندر اس کے مدیر اور دلی کالج کے استاد تھے۔ انہوں نے اسی مجلّے میں ٹھوس اور معیاری ادب شائع کیا۔ یہ برصغیر کا پہلا رسالہ تھا جس کے ذریعے ہندوستانیوں کی سائنسی معلومات فراہم کی گئیں۔ رام چندر نے سائنسی اصطلاحات کو اردو زبان میں منتقل کیا اس طرح اردو زبان میں سائنسی علوم کو رواج دیا گیا۔

محبّ ہند

یکم ستمبر 1847ء کو جاری ہوا۔ اس کا پہلا شمارہ "خیر خواہ ہند" نکلا اور دوسرے شمارے سے اس کا نام بدل کر "محبّ ہند" رکھ دیا گیا کیونکہ مرزا پور کے بیپ ٹسٹ مشنریوں کا رسالہ اسی نام سے پادری ماتھر کی ادارت میں 1837ء سے نکل رہا تھا۔

"محبّ ہند" دہلی سے ماسٹر رام چندر کی زیر نگرانی نکلتا تھا اس کے مضامین کی نوعیت علمی تھی۔ قران السعدین' فوائد الناظرین' محبّ ہند وہ رسائل تھے جو دلی کالج سے نکلتے تھے۔ یہ کالج جدید علوم کا سر چشمہ تھا انگریز حکمران یہ چاہتے تھے کہ ہندوستان میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو جو رنگ و نسل کے اعتبار سے مقامی ہو لیکن سوچ و فکر میں مغربی رنگ جھلکے۔ دلی کالج ان مقاصد کے حصول کے لئے پیش پیش تھا اور ادبی رسائل کے ذریعے طلبہ اور پرانی نسل کے لوگوں کے اذہان پر بھی اثر انداز ہو رہا تھا دلی کالج کے مقاصد کو ڈاکٹر سمیع اللہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"دلی کالج اور اس کے عہد کے دوسرے تعلیمی اداروں کے قیام کے دو مقاصد بین طور پر

سامنے آتے ہیں۔

اولاً ۔ ہندوستانی درس گاہوں میں انگریزی تعلیم جاری کر کے ہندوستانیوں کو عیسائیت سے قریب لانا۔ ثانیاً مشرقی علوم والسنہ کی از سر نو تعلیم و ترقی اور ان زبانوں کے مخطوطات کی طباعت و اشاعت جیسا کہ کمپنی کے بعض قدیم اور اعلیٰ ملازمین کی سفارشات سے ظاہر ہوتا ہے۔"

محمد عتیق صدیقی لکھتے ہیں۔

"دلی کالج کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ اس درس گاہ میں کالے کی اسکیم کا وہ پہلو پھل پھول نہ سکا جس کا تعلق ہندوستانی جسم میں انگریزی دل اور ہندوستانی سر میں انگریزی سودا پیدا کرنا تھا اس کا ثبوت خود ماسٹر رام چندر کی ذات ہے اور دلی کالج کے اخبار اور رسائل بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔"

دلی کالج کے رسائل نے لسانی اعتبار سے اردو ادب کو ایک نیا رنگ دیا۔ یہ وہ دور تھا جب ادبی لحاظ سے اردو کو سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہو گیا تھا اور اس کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔ ان رسائل نے جس سادہ نثر نویسی کو پروان چڑھایا تھا اس کا عکس ہمیں رام چندر کے رسائل اور اسلوب میں نظر آتا ہے ان رسائل نے اہل ہند کو جدید تہذیب و تمدن سے روشناس کرایا اور اردو زبان میں مزید مغربی علوم کو منتقل کیا۔ ماسٹر رام چندر کے مقاصد اور قوم پرستانہ جذبات کو محمد عتیق صدیقی ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"ماسٹر رام چندر مغربی علوم کی اشاعت اور مغربی خیالات کے پرچار کو اپنے ہم وطنوں کی نجات کا واحد ذریعہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا اور انگریزوں سے ان کا گہرا میل جول تھا مگر ان باتوں کے باوجود انہوں نے مشرقیت کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔"

دلی کالج کے ان رسائل نے مجلّاتی صحافت کا سنگ بنیاد رکھا اور صحافت کو صرف خبر رسانی کا ذریعہ بنانے کے بجائے علم و تحقیق کی فراہمی کا ذریعہ بنایا جو ادبی صحافت کو فروغ دینے کا موجب بنی۔ انہوں نے اردو نثر نویسی میں نئی طرح ڈالی اور فورٹ ولیم کالج کی ادبی اور لسانی خدمات کو ایک قدم آگے بڑھایا ۔ اس سلسلہ میں ماسٹر رام چندر اور مسٹر ٹیلر کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

امداد صابری لکھتے ہیں :

"دہلی کالج کے رسالوں میں باوقار جامع رسالہ فوائد الناظرین مانا جاتا تھا۔ اس میں نقشے و سائنٹفک مضامین سے علاوہ تاریخی اشخاص آلات کی تصویریں اور قطعات وغیرہ کے نقشے شائع ہوتے تھے۔ اکثر علمی بحثیں بھی ہوتی تھیں۔"

"خدا قادر و توانا" انسانی تقدیر عام توہمات ذہانت ضبط و نظم اخلاقیات اور بالغوں کی تعلیم جیسے مضامین چھپتے تھے۔ جس میں مذہب پر نکتہ چینی کی جاتی تھی جن کو پڑھ کر لوگ ماسٹر صاحب کو بد مذہب اور ملحد سمجھتے تھے اس اخبار میں یورپین علوم کی اشاعت بھی ہوتی تھی"

برطانوی سرکار کی پالیسی یہ تھی کہ ہندوستانیوں کو علم سے روشناس کرایا جائے اور مغربی ادب کو ہندوستان پہنچایا جائے تاکہ مقامی باشندوں میں آزادی اور جمہوریت کا احساس دلایا جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ادب و صحافت میں نئے موضوعات متعارف کرائے جائیں اس ضمن میں اخبار نویسوں اور نثر نگاروں نے مغربی ادب سے استفادہ کر کے نئے نئے تجربے کئے۔ ہندوستانی زبان میں نئے موضوعات متعارف ہوئے اور زندگی سے قریب موضوعات کو ادب و صحافت میں جگہ دی۔ اس طرح اردو ادب و صحافت کے سرمائے میں اضافہ ہوا جو کہ عیسائی مشنریوں کے طفیل تھا جس سے صحافت نے زبردست ترقی کی۔

محمد عتیق لکھتے ہیں :

"مغربی علوم اور مغربی خیالات کی اشاعت سے قطع نظر اس کالج کے اخبار و رسائل نے ہندوستانی زبان میں ادبی صحافت (لٹریری جرنلزم) کا بھی سنگ بنیاد رکھا جو ہمارے موضوع کی ایک اہم شاخ ہے اس سلسلے میں دلی کالج سے براہ راست یا بالواسطہ قرآن السعدین 1845ء فوئد الناظرین 1845ء اور محب ہند 1847ء کا اجراء ہوا۔۔۔۔۔۔ دلی کالج نے وقت کے تقاضوں کو جس حد تک پورا کیا اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ کالج کے فارغ التحصیل طالب علموں میں مورخ سائنسدان ادیب نقاد ریاضی دان اور ایسے اخبار نویس بھی نکلے جو اردو اخبار نویسی کے سابقون الاولون میں گنے جاتے ہیں۔"

مخزن مسیحی

الہ آباد سے اردو کا یہ ماہنامہ 1868ء میں جاری ہوا اس کے مدیر ریونڈ جے ۔ جے ۔ والش تھے۔(Rev. J.J. Walsh) اس رسالے کا مقصد بقول گارساں دتاسی یہ تھا۔

"اس رسالہ کا خطاب ہندوستانی عیسائیوں کی طرف ہوتا ہے جنہیں یہ بہت سستے داموں پر دیا جاتا ہے ویسے ہر اشاعت کی قیمت تین آنے ہے۔ اس کے مضامین نصیحت آموز اور ان کا معیار بلند ہوتا ہے اس کی زبان فصیح اور صاف اردو ہوتی ہے ہر اشاعت میں مضامین کا تنوع ہوتا ہے انگریزی طرز کی نظمیں ہوتی ہیں"

اس رسالے نے عیسائیت کی تبلیغ کی۔ یتیم بچوں کو پڑھانے کے لئے انہوں نے سکول قائم کئے۔ وہاں اس رسالے کے ذریعے تبلیغ کی اور کئی ہندوستانی بچوں کو عیسائی بنایا۔

"مخزن مسیحی" کے مضامین کا معیار بہت بلند تھا۔ متنوع مضامین کے اس مجموعے نے ادب و صحافت کو متاثر کیا اور اس دور میں فصیح وبلیغ زبان میں معلومات فراہم کیں۔ اس مجلّے کے مضامین بہت دلچسپ ہوتے تھے اور ان کا علمی معیار بہت بلند تھا۔ اسلوب بیان نکھرا ہوا نظر آتا تھا اس میں اردو کی نظمیں اور مناجات بھی شائع ہوئیں جو انگریزی بحر اور انداز کے مطابق لکھی گئی تھیں۔ جن سے ایک نیا انداز ابھرتا ہوا نظر آیا۔ اس رسالے نے اردو صحافت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

گنجینہ علوم

مراد آباد سے یہ ماہنامہ 1868ء میں جاری ہوا۔ یہ برٹش انڈین ایسوسی ایشن کا آرگن تھا۔ اس کے سیکرٹری بابو گنگا پرشاد اور قاضی احتشام الدین دروغہ تھے۔ یہ ایک علمی رسالہ تھا اور اس کے وسیع تر مقاصد بھی مشنری تھے۔

حقائق عرفان

یہ ماہنامہ 1868ء میں امرتسر سے نکلا۔ مسیحی تبلیغ اس کا مقصد تھا۔ اس کے مدیر پادری عمادالدین تھے۔ اس کے شمارے میں مسیحی مذہب کے فروغ کے لئے مواد شائع ہوتا تھا۔

اتالیق پنجاب

یکم جنوری 1870ء میں مسٹر ہولرائڈ جو ناظم تعلیمات پنجاب نے ایک رسالہ جاری کیا۔ جس کا مقصد ہندوستانیوں کے علم میں اضافہ کرنا تھااس کے ایڈیٹر منشی پیارے لال آشوب تھے۔

مسٹر ہولرائڈ نے اس مجلّے میں تاریخ سائنس اور جغرافیہ پر نہایت مفید مضامین اردو میں ترجمہ کراکر شائع کرائے۔اس کے ساتھ ساتھ علمی تبصرے اور سرکاری مدرسوں کی رپورٹیں شائع کی جاتی تھیں۔یہ رسالہ صرف چھ برس جاری رہااوراس نے اپنے مقاصد کوپوری کامیابی کے ساتھ برصغیر کے طول وعرض میں پھیلادیا۔

نورافشاں

"نورافشاں" پندرہ روزہ رسالہ لدھیانہ سے 1873ء میں جاری ہوا۔اس کے مہتمم پادری ای ایم دلیری تھے اور مدیربابوجنسی پرنٹرپادری نیوٹن تھے۔اس میں عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی تھی۔اس کے مضامین کامعیار بہت بلند تھا۔

امداد صابری لکھتے ہیں:

"ان مسیحی اخباروں اور رسالوں میں "نورافشاں" کو خاص اہمیت و پوزیشن حاصل تھی۔اس نے کافی عرصے عیسائی مذہب کی اشاعت میں حصہ لیااور شہرت حاصل کی۔"

اس مجلّے کاایک مقصد یہ تھاکہ ہندو مسلمان اور سکھ مذہب کے خلاف مواد کثرت سے شائع کیاجائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ عیسائیت کی طرف مائل ہوں۔اس نے ہندوستانیوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے میں بہت مدد دی اور اپنے مضامین کے ذریعے اہم کردار ادا کیا۔یہ 1902ء تک جاری رہا۔

خیرخواہ اطفال

لکھنو سے یہ ماہنامہ 1873ء میں جاری ہوا۔اس رسالے کے مالک پادری مسمور مہتمم پادری کریوں تھے۔یہ سنڈے سکولوں کا رسالہ تھا۔جس کا مقصد زیادہ سے زیادہ بچوں کو عیسائی بنانا تھا۔اس رسالے نے کسی حد تک اپنے مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچایااور کمپنی کے مقاصد کو سکولوں کے بچوں میں پھیلانے کی کوشش کی تاکہ ابتدائی سطح پر ذہنوں کو تبدیل کر دیا جائے۔تاکہ جب وہ عملی زندگی میں قدم

رکھیں تو انگریز سامراج کی حمایت کر سکیں۔

امداد صابری کی رائے میں :

"اخبار نویسوں کی آزادی کے ساتھ عیسائی مشنریوں کو بھی کھلی آزادی تھی کہ وہ ہندوستانیوں کے مذہب پر بر ملا ڈاکے ڈالتے معصوم بچوں اور جاہل عورتوں کے دلوں اور دماغوں پر اثر انداز ہو کر ان کے مذہب تبدیل کر کے عیسائی بنا لیتے تھے۔"

پنجاب ریویو

امر تسر سے یہ ماہنامہ یکم جنوری 1887ء میں جاری ہوا۔پادری رجب علی اس کے مدیر تھے۔جو پہلے "شمس الاخبار" وکیل ہندوستان اور سفیر ہند" بھی جاری کر چکے تھے۔ عیسائی مشنریوں کو بڑھانا ان کی زندگی کا مقصد تھا۔انہوں نے اردو زبان میں اعلیٰ اور معیاری ادب پیش کیا اور صحافت کی ترقی میں ممدو معاون ثابت ہوئے۔پادری رجب علی کی ادبی و صحافتی خدمات تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی گئی ہیں "پنجاب ریویو" کے مقاصد اور کارکردگی کے بارے میں زبان دہلی ستمبر 1910ء کے شمارے میں یوں لکھا ہے۔

"پنجاب میں جس آب و تاب کے ساتھ مرحوم پادری رجب علی نے جنوری 1887ء میں امر تسر سے پنجاب ریویو نکالا اس پایہ کا کوئی علمی رسالہ آج تک اردو زبان میں نہیں دیکھا گیا۔ "پنجاب ریویو" خالص علمی پرچہ تھا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اگرچہ چوتھائی صدی کا گزر ہو چکا ہے مگر اردو کے موجودہ رسائل "پنجاب ریویو" سے زیادہ عزت اور رسوخ حاصل نہیں کر سکے۔اس کا اول نمبر ایک سو صفحات سے زیادہ حجم کا تھا۔"

نیٹو کرسچین پیپر

ناگپور سے 1888ء میں یہ رسالہ جاری ہوا۔اس کا مقصد عیسائی مشنریوں کے مقاصد کو آگے بڑھانا تھا۔اردو صحافت کی شادابی کا یہ اہم ترین دور تھا۔اس سے قبل اردو ادب ارتقاع کی منزلیں طے کر رہا تھا۔نثر و شاعری فارسی زبان کے زیر سایہ پروان چڑھ رہی تھی۔لیکن اس عہد میں صحافت نے نئی نثر کو متعارف کرایا اور ہندوستانی (اردو) سے تحریر و تقدیر کا کام لیا اس کا سہرا عیسائی مشنریوں کے سر

تھا۔ ہندوستانی اخبار نویسی نے بدیسوں کی راہنمائی کی۔ عیسائی مشنریوں نے صحافت کے ذریعے اپنے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جس سے اردو صحافت پہلی بار متعارف ہوئی اور ایک تناور درخت کی طرح پھیل گئی۔ ادب کی تاریخ میں صحافت کی تاریخ کی ہم رکابی نے اردو زبان وادب کو ترقی یافتہ اور متمدن مقام دیا۔ گر بچن چندن اپنی رائے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

"دراصل پریس ہی یہ خدمت انجام دے سکتا ہے کہ ہندوستان جیسے وسیع وعریض ملک میں ایک ہی عام فہم زبان رائج ہو جائے۔ اگر یہ کام انجام پذیر ہوا اور اگر اس مقولے میں کچھ بھی صداقت ہے کہ بہترین حکومت وہ ہے جو بہترین انداز سے چلائی جائے تو پریس کا یہ کارنامہ ہندوستان کے لئے ایک ایسا عطیہ ہو گا جس کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔"

اردو صحافت نے ایک نئی جہت کا آغاز کیا اس تناظر مین دیکھا جائے تو اردو کا یہ پہلا اخبار "جام جہاں نما" انگریزی حکومت کی سرپرستی میں شائع ہوا۔ اسی ضمن میں ایک قدم اور آگے بڑھائیں تو اردو زبان کا پہلا مجلّہ "خیر خواہ ہند" بھی عیسائی مشنریوں کے طفیل منظر عام پر آیا۔ کیونکہ کمپنی مشرقی علوم اور نو خیز زبان کو پروان چڑھانا چاہتی تھی۔ ڈاکٹر سمیع اللہ اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"۔۔۔۔۔ کمپنی کا یہ فرض ہو گا کہ وہ وقتاً فوقتاً ولایت سے ایسے تجربہ کار اور اہل علم لوگوں کو ہندوستان بھیجتی رہے جو مدرس اور مشنری کے فرائض سر انجام دے سکیں۔

۔۔۔۔ دوسرا مسئلہ مشرقی علوم والسنہ کے ان محبوں۔ اور واقف کاروں کا تھا جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے قدیم ملازم تھے ان کا مطالبہ تھا کمپنی مشرقی علوم کی ترقی وترویج میں ہاتھ بٹائے جس کی صورت یہ ہو کہ پرانے علمی وادبی سرمائے کو طبع کرا کے اسے محفوظ کر دیا جائے اور آئندہ سے ہندوستان کی سبھی درس گاہوں میں مشرقی زبانوں کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام کیا جائے پہلی تجویز کے مطابق عیسائی مبلغوں کو ہندوستان نے اور یہاں تبلیغ کرنے کی پوری آزادی مل گئی"

عیسائی مشنریوں ہی کی وساطت سے خواتین کی صحافت کا آغاز ہوا اور برصغیر پاک وہند میں پہلا نسوانی اخبار جاری ہوا جس کا نام "رفیق نسواں" تھا اور جو لکھنو سے 1884ء میں جاری ہوا۔ اردو صحافت کے ارتقا میں "صحافت نسواں" کی اصطلاح پہلی بار عیسائی مشنریوں کی بدولت متعارف ہوئی۔

بچوں کی صحافت میں پہلا قدم بھی عیسائی مشنریوں کی طرف سے اٹھایا گیا اور "خیر خواہ اطفال" کے نام سے پادری کریون کی سرپرستی میں پہلا رسالہ 1873ء میں لکھنو سے جاری ہوا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے مشرقی تہذیب وتمدن کو مٹانے کے لئے اردو زبان کو نافذ کیا۔ اس کے منفی کردار نے اردو ادب وصحافت کے مثبت کردار کو جنم دیا اور اس طرح ہندوستانی اخبار نویسی کا آغاز ہوا۔ جن کی بدولت اردو زبان متمدن زبانوں میں شریک ہونے لگی اور اردو صحافت ارتقا کی منزل پر گامزن ہوئی۔ آئندہ جب بھی اردو صحافت کی تاریخ مرتب کی جائے گی اس میں عیسائی مشنریوں کی خدمات کو اولیت کا درجہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ اردو کا پہلا اخبار، پہلا رسالہ، پہلا نسوانی مجلّہ اور پہلا بچوں کا رسالہ نکالنے میں انہی عیسائی پادریوں کا ہاتھ تھا جو تبلیغ کے لئے ہندوستان آئے تھے۔ اس لئے ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

حوالہ جات

۱۔ اجمل ملک صحافت صوبہ سرحد میں قومی پبلشر لاہور 1980ء

۲۔ اشرف لکھنوی سید محمد اختر شہنشاہی لکھنو 1888ء

۳۔ افضل الدین اقبال محمد ڈاکٹر جنوبی ہند کی صحافت حیدر آباد 1981ء

۴۔ انجم رحمانی ڈاکٹر برطانوی دور میں اردو کے فروغ میں پنجاب کے نظام تعلیم کا حصہ مقالہ پی۔ایچ۔ڈی 1982ء

۵۔ امداد صابری تاریخ صحافت اردو جلد اول جدید پرنٹنگ پریس دہلی 1953ء

۶۔ امداد صابری تاریخ صحافت اردو جلد دوم جدید پرنٹنگ پریس دہلی 1958ء

۷۔ امداد صابری تاریخ صحافت اردو جلد سوئم جدید پرنٹنگ پریس دہلی 1953ء

۸۔ امداد صابری روح صحافت لاہور پرنٹنگ پریس دہلی 1968ء

۹۔ امداد صابری اردو اخبار نویس صابری اکیڈیمی دہلی 1973ء

۱۰۔ انور سدید پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد 1992ء

۱۱۔ تاریخ ادبیات پاکستان و ہند جلد 8-9-10 حبیب پریس جامعہ پنجاب لاہور 1972ء

۱۲۔ حنیف شاہد محمد اخبارات و رسائل انجمن پنجاب صحیفہ لاہور اپریل 1972ء

۱۳۔ رضیہ نور محمد ڈاکٹر اردو زبان و ادب میں مستشرقین کی علمی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ مکتبہ کارواں لاہور 1985ء

۱۴۔ سمیع اللہ ڈاکٹر انیسویں صدی میں اردو کے تصنیفی ادارے دانش محل لکھنو سن ندارد

۱۵۔ سید جعفر ڈاکٹر اردو نثر کے ارتقا میں رام چندر کا حصہ ابوالکلام آزاد اور سینٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدر آباد دکن 1960ء

۱۶۔ شہابی انتظام اللہ مولانا ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علما فاروق پریس دہلی

۱۷۔ صدیقی عبدالستار ڈاکٹر مقالہ اشپرانگر دلی کالج (قدیم دہلی نمبر) دہلی 1935ء

۱۸۔ طفیل احمد سید مسلمانوں کا روشن مستقبل دہلی 1939ء

۱۹۔ عبدالرزاق راشداب سے آدھی صدی پہلے کے اخبار اورنگ آباد دکن 1935ء

۲۰۔ عبداللہ یوسف علی انگریزی عہد میں ہندوستان کے تمدن کی تاریخ جاوید پریس کراچی 1946

۲۱۔ عبدالحق مولوی اہل یورپ نے اردو کی کیا خدمت کی (اردو) اورنگ آباد دکن جنوری 1924ء

۲۲۔ عبدالسلام خورشید صحافت پاک وہند میں کارواں ادب لاہور

۲۳۔ عتیق صدیقی محمد ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں انڈس پبلیکیشنز کراچی

۲۴۔ ایضلہ گلکرسٹ اور اس کا عہد۔ یونین پریس دہلی 1979ء

۲۵۔ گارساں دتاسی خطبات و مقالات انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن 1935ء

۲۶۔ گربچن چندن جام جہاں نما اردو صحافت کی ابتدا مکتبہ جامعہ دہلی 1992ء

۲۷۔ نادر علی خاں اردو صحافت کی تاریخ علی گڑھ 1987ء

۲۸۔ نظر حسین زیدی صدر الاخبار (صحیفہ) لاہور جولائی 1968ء